اخبار امت

چیچنیا: ایمان اور عزم کا نشان

رابرٹ ینگ پیلٹن

روس چند "دہشت گردوں" کو پکڑنے کے نام پر اپنے ہی وفاق کے ایک حصے کے لاکھوں شہریوں پر جو ناقابل بیان مظالم ڈھا رہا ہے وہ ۲۰ ویں صدی کے اختتام پر' جو یقیناً مغرب کی صدی رہی ہے' مغرب کے منہ پر کالک ملنے کے مترادف ہے۔ علم کی روشنی' سائنس کی ترقی' انسانی حقوق کا احترام' جمہوریت' آزادی' تہذیبی عروج لیکن چیچنیا کے آئینے میں اس تہذیب کا حقیقی چہرہ بڑا ہی بھیانک نظر آتا ہے۔ پھر جشن کس بات کے منائے جا رہے ہیں؟

مقابلہ ایک اور ہزار کا بھی نہیں۔ سابق سپرپاور (جس کا معذور صدر امریکہ کو جوہری دھمکی دینے کا حوصلہ رکھتا ہے) اپنی پوری طاقت کے ساتھ ایک چھوٹے سے علاقے کو زیرنگیں لانے کے لیے قتل و غارت میں مصروف ہے۔ مسلمان ممالک دم سادھے ہوئے ہیں۔ صدام نے تو آشیرباد دی ہے۔ مغربی ممالک بظاہر احتجاج کر رہے ہیں لیکن تباہی و بربادی ہفتوں بلکہ مہینوں سے مسلسل جاری ہے' جیسے روس پر دباؤ ڈالنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ دوسری طرف افغانستان جیسے پرامن ملک پر پابندیاں لگانے میں کوئی حیا نہیں (ہم بھی ان کا ساتھ دینے پر اپنے کو مجبور پاتے ہیں!)۔

روس کی ساری حکمت عملی ہی یہ ہے کہ "دہشت گردوں" کا سامنا نہ ہو جائے اور مئی ۱۹۹۶ کی تاریخ پھر نہ دہرا دی جائے۔ ماسکو میں کچھ کارروائیوں کا الزام چیچنوں پر رکھ کر (جو اس کی اپنی خفیہ پولیس کی کارروائی تھی) وہ چیچنیا پر حملہ آور ہو گیا ہے۔ بلاتکلف معاہدہ توڑ دیا گیا ہے۔ بے بس شہریوں سے تین سال قبل کی شکست کا انتقام لیا جا رہا ہے۔ جانتے ہیں کہ چیچنیو کے پاس ہوائی جہاز نہیں ہیں' اس لیے فضائی طاقت سے ایک ایک گھر اور ایک ایک سڑک کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ مسلسل میزائل چلتے رہتے ہیں اور بم باری ہوتی رہتی ہے۔ پناہ گزینوں کے قافلوں کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کیمیائی ہتھیار بھی استعمال کیے جا رہے ہیں۔ اب گروزنی میں مقابلہ ہوا ہے تو اس بے سروسامانی کے عالم میں بھی جذبہ ایمانی کی طاقت سے جاں بازوں نے روس کو پیچھے دھکیل دیا ہے۔ روسی اپنی لاشوں کی جھوٹی تعداد بتا رہے ہیں۔

رہے ہیں۔ دوسری طرف چیچن صدر نے کہا ہے کہ لڑائی اب شروع ہوئی ہے' اور روس کو ۳ سال قبل جیسی شکست دی جائے گی۔ سب مبصر کہہ رہے ہیں کہ روس کی مکمل فتح ناممکن ہے۔

چیچنیا کے مجاہدوں کو اس امت کے ہر زندہ شخص کا سلام پہنچے!

چیچنیا کے محاذ پر کیا صورت حال ہے؟ روس کیا کچھ کر رہا ہے؟ چیچنیا کے عوام اور جاں باز کس طرح مقابلہ کر رہے ہیں؟ یہ بتانے کے لیے کسی پاکستان' مصر' انڈونیشیا یا کسی اور ملک سے کوئی مسلمان نامہ نگار دستیاب نہیں ہے۔ ہمارے انگریزی اخباروں میں مغربی نامہ نگاروں کی رپورٹیں شائع ہوتی ہیں۔ ہم ذیل میں گروزنی سے ارسال کردہ ایک رپورٹ کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ شاید اس طرح ہمارے قارئین اپنے آپ کو چند لمحات کے لیے گروزنی میں محسوس کریں۔ (مدیر)

گروزنی : اڑھائی کلومیٹر طویل درے میں پانچ گھنٹے کا سفر کرنے کے بعد جب ہم چیچنیا کی سرحد پر پہنچے تو ایک سرحدی محافظ نے ہمارا یوں استقبال کیا: "جہنم میں خوش آمدید!"

دوسری طرف کی سڑک بم باری سے تباہ ہو چکی تھی۔ دھماکوں سے ۱۰ میٹر گہرے گڑھے پڑے ہوئے تھے' اور ایک خالی جگہ میں روسی بارودی سرنگیں بچھی ہوئی تھیں۔ جو دو رضاکار ہمیں گروزنی لائے تھے' وہ اپنی زندگی کے لیے دعا کر کے چلے تھے۔

تین گھنٹے بعد' گروزنی نیچے وادی میں نظر آ رہا تھا۔ اور ہم اس پر ہونے والی بم باری کی آوازیں سن سکتے تھے۔ ایک نارنجی رنگ کا بم ہم نے فضا میں دو سو میٹر کی بلندی پر پھٹتے دیکھا۔

صبح ہم شہر میں داخل ہوئے۔ ہم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنا حلیہ کچھ ٹھیک کیے اپنے سگریٹ سٹینڈ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ گرد و نواح کے رہائشی بلاک بم باری سے تباہ ہو چکے تھے اور ۲۰ میٹر کے فاصلے پر ایک بس جو پناہ گزینوں کو لے جا رہی تھی براہ راست بم باری کا نشانہ بن چکی تھی۔ بس کے مڑے تڑے ڈھانچے کے علاوہ کچھ نہ بچا تھا-- یا ایک سلائی مشین جو سڑک کے درمیان پڑی تھی۔

سگریٹ فروخت کرنے والی خاتون نے بتایا کہ بس میں تیس افراد تھے۔ وہ اب تک یہاں کیوں تھی؟ "میں اور کہاں جا سکتی ہوں؟"

شہر اجڑا ہوا اور سنسان تھا۔ مگر چیچن جاں باز' بارہ افراد کی ٹکڑیوں کی شکل میں' جلد ہی اپنے مورچوں سے نکلے۔ انھوں نے کہا: "دنیا کو دکھاؤ کہ یہاں کیا ہو رہا ہے!"

ہم نے سنا تھا کہ شالی کا ایک چیچن کمانڈر ۱۶ روسی قیدیوں کو' جنوب مشرق میں لے گیا ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو انھیں ہلاک کیا جا چکا تھا۔ کمانڈر نے وضاحت کی: "ہم نے روسیوں سے کہا تھا کہ آرگن (Argun) سے' جہاں تین روز قبل روسی قبضہ کر چکے تھے' شہریوں کے لیے محفوظ راستے کی ضمانت دی جائے۔ لیکن روسیوں نے کہا کہ ہمیں اپنے قیدیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے' چنانچہ انھیں اس روز گولی

مار دی گئی۔ اگر روسیوں کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے' تو ہمیں تو قطعاً ان کی کوئی ضرورت نہیں"۔

ایک جاں باز آیا اور اس نے بتایا کہ مارکیٹ پر بم گرے ہیں۔ ایک جلتی ہوئی کار سے خون بہہ رہا تھا' اور سڑک پر ایک پلّا حیرت زدہ بیٹھا تھا۔ دو لڑکیاں جن کی عمر آٹھ اور ۱۰ برس تھی' زخمی تھیں اور ایک نوجوان کو گولے کا ٹکڑا لگنے سے چہرے پر زخم آیا تھا۔ ہمیں سیڑھیوں سے نیچے ایک گندے اور بدبودار تہ خانے میں لے جایا گیا جہاں صرف ایک بلب جل رہا تھا۔ دو ڈاکٹر ایک شخص کے چہرے پر کام میں مصروف تھے۔ انھوں نے مجھے کہا کہ باہر چلے جاؤ "یہ جراثیم سے پاک ماحول ہے!" انھیں اس وقت بھی مذاق سوجھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کوئی شخص باہر آیا اور اس نے بتایا کہ وہ شخص ہلاک ہو گیا ہے۔

چھوٹی بچی کی ران سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی۔ اسے چلاتے ہوئے ایک عمارت میں لے جایا گیا جو بوڑھے لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ سیڑھیوں میں موم بتیاں نہیں تھیں' معلوم نہیں کیوں؟ اس بچی کی ماں نے اپنی روتی ہوئی بچی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا "کیا یہ دہشت گرد ہے؟ کیا یہ ڈاکو (bandit) ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں روسی قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔

میرے اردگرد موجود بوڑھے لوگ مجھے دھکیل رہے تھے۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ اندھے تھے۔ گروزنی میں اندھا ہونے کا ذرا تصور تو کیجیے!

ایک نوجوان روسی خاتون ڈاکٹر نے کہا کہ وہ اس لیے رکی ہوئی ہے کہ ابھی اس کے پاس ادویات ہیں۔ "میں پریشان ہوں۔ کل کرچاؤلی سے دو نوجوان لڑکیاں آئی تھیں۔ وہ اندھی ہو چکی تھیں اور ان کے کندھوں اور سینے پر چھالے پڑے ہوئے تھے۔ روسیوں نے گیس استعمال کی ہے" اس نے کہا۔

یہ دوسری مرتبہ تھا' جب مجھے بتایا گیا کہ کیمیائی ہتھیار استعمال کیے گئے ہیں۔ پرسوں ایک شخص میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا کہ آواترک (Avaturk) میں اس کا بیٹا اپنی بینائی کھو چکا ہے۔ دوسرے افراد آتے رہے' کبھی کبھی پانچ ایک ساتھ' کوئی کہتا: "میں اپنے خاوند سے محروم ہو چکی ہوں" یا کوئی کہتا: "میں اپنے خاندان سے محروم ہو چکی ہوں"۔ آہستہ آہستہ میرے لیے یہ بات خاص توجہ کے قابل نہیں رہی۔ جب مجھ سے روسی ڈاکٹر نے کہا تب مجھے یقین آیا کہ روسی واقعی گیس کا استعمال کر رہے ہیں۔

چیچنیا کی وزارت دفاع کے مطابق اوکتیابرسکی (Oktiabriski) اور آورٹاکنو (Avurtakanov) میں گیس کے حملوں کے نتیجے میں ۱۳۱ افراد ہلاک اور ۲۰۰ زخمی ہو چکے ہیں۔ چیچنیا کی پارلیمنٹ کے سپیکر رسلان علی خدیجوو (Ruslan Ali Khidgiev) اور آرگن کے کمانڈر کرنل مرتضاووف (Murtazaev) نے بھی گیس کے استعمال کی تصدیق کی ہے۔

وہ ہمیں ایک ہسپتال میں لے گئے جو بم کے ٹکڑوں سے زخمی ہونے والے خواتین اور بچوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں بہت بدبو تھی۔ لوگ رستے ہوئے زخموں کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ انھیں

ہنگامی علاج معالجے کے بعد گھروں کو بھیج دیا جائے گا کیونکہ روسی' ہسپتال پر بھی بم باری کرتے ہیں۔

کوئی بھی ہتھیار نہیں مانگ رہا تھا' اور نہ کوئی خوراک اور پیسے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ بل کلنٹن سے مزید تقاریر بھی نہیں چاہتے۔ "ہم آپ سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ روسیوں کو لوگوں کو ہلاک کرنے سے روکا جائے۔ ہمیں کچھ نہ سمجھاؤ۔ بس یہ کام کرو"۔ مجھے یہ تاثر نہیں ملا کہ وہ جلد ہمت ہارنے والے ہیں۔

کار خراب ہوگئی۔ ہم سڑک کے کنارے انتظار میں کھڑے ہو گئے اور ہمارے پاس کرنے کے لیے اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ برسنے والے میزائلوں کی گنتی کریں۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی دیو چل رہا ہو' جو ہر تیسرے سیکنڈ کے بعد ایک قدم اٹھا کر ایک گھر تباہ کر رہا ہو۔

بم باری صبح پانچ بجے سے ۱۱ بجے دن تک ہوتی ہے' وقفہ صرف کھانے کے وقت یا شفٹ کے تبدیل ہونے پر ہوتا ہے' اور پھر دو بجے دوپہر سے غروب آفتاب تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کمانڈر بھی رات کو شہر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی خوف ناک واقعہ رونما ہونے والا ہے (روزنامہ ڈان ۱۱ دسمبر ۱۹۹۹' دی گارجین نیوز سروس۔ ترجمہ: امجد عباسی)

ملائیشیا میں اسلامی پارٹی کی پیش رفت

محمد ایوب منیر

ملائیشیا میں قومی انتخابات کا مرحلہ بخیروخوبی مکمل ہوا۔ ۱۱ ریاستوں کے انتخابات کے نتائج بھی سامنے آچکے ہیں' وزیراعظم مہاتیر محمد دو تہائی اکثریت کے ساتھ حکومت بنائیں گے اور اپنے اقتصادی پروگرام کو جاری و ساری رکھیں گے۔ ان انتخابات کی سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ اسلامی پارٹی ملائیشیا (PAS) نہ صرف دو صوبوں کلنتان اور ترنگانو میں حکومت بنائے گی بلکہ وفاقی اسمبلی میں بھی حزب اختلاف کا کردار ادا کرے گی۔

ملائیشیا میں آزادی کے بعد یہ دسویں انتخابات ہیں۔ ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ کی آبادی ہے اور اسمبلی میں نشستوں کی تعداد ۱۹۳ ہے۔ بارلیان نیشنال (BN) کے اتحاد نے ۱۴۸ نشستیں حاصل کی ہیں۔ اس اتحاد کی سب سے بڑی پارٹی ۱۸ سال سے برسراقتدار یونائیٹڈ ملے نیشنل آرگنائزیشن (UMNO) ہے جو سیکولر جمہوری چہرہ رکھتی ہے' اور اقتصادی ترقی کو اپنا مقصود قرار دیتی ہے۔ ۱۹۹۵ کے انتخابات میں اس حکمران پارٹی نے ۹۴ نشستیں حاصل کی تھیں اور اس مرتبہ ۷۲ نشستوں پر کامیابی حاصل کی ہے۔ دونوں کا تناسب ۶۵ فی صد تھا' جب کہ موجودہ انتخابات میں حاصل کردہ دونوں کا تناسب ۵۷ فی صد ہے۔ ملے چائنیز ایسوسی ایشن بھی حکمران پارٹی کی حلیف تھی اور اس نے ۲۷ نشستیں حاصل کیں۔ جمہوری پارٹی نے ۱۰ اور باقی نشستیں چھوٹی پارٹیوں نے حاصل کیں۔ سابق نائب وزیراعظم انور ابراہیم کی اہلیہ وان عزیزہ اسماعیل اپنے شوہر کے حلقہ انتخاب سے